THE SCHOLAR
ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
ISSN: 2413-7480 (Print)
ISSN: 2617-4308 (Online)
DOI: 10.29370/siarj
Journal home page: https://siarj.com

عصر حاضر میں رہن کے احکام: ایک شرعی جائزہ

THE RULINGS OF MORTGAGE IN THE CONTEMPORARY ERA: A SHARI'AH ANALYSIS

1- . Abdullah Shahid
Email: binshahid18@gmail.com
ORCID ID https://orcid.org/0009-0004-7068-4468
Doctoral Researcher – University of Education, Lahore, Lecturer – Department of Islamic Studies, Superior College, Gujrat, Pakistan

2- Shahzada Imran Ayub
Email: shahzada.imran@ue.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-5840-1646
Associate Professor, Dept of Islamic Studies, Division of Islamic and Oriental Learning, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore, Pakistan

To cite this article:
Shahid Abdullah, Ayub Shahzada Imran: "THE RULINGS OF MORTGAGE IN THE CONTEMPORARY ERA: A SHARI'AH ANALYSIS *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 11, No. 1 (April 01, 2025).
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar1

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 11, No. 1||January -June 2025|| P. 1- 17
DOI:	10.29370/siarj/issue20urduar1
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2025-04-01
Journal Indexed by:	DOAJ |AIL| Almanhal |National Library of Australia |Academia, |DRJI |WorldCat |SCILIT |Gale| The Internet Archive|10-A Digital Library||Harvard Library E-Journals|-Library | University of Ottawa| ScienceGate| NAVER Academic, Asian Digital Library| Tehqeeqat, |SEMANTIC SCHOLAR | Publon| Repository |Globethics| EuroPub database| Cornell University Library | Advanced Sciences Index

CC BY NC SA
Open Access

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 1-17
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar1

عصر حاضر میں رہن کے احکام: ایک شرعی جائزہ

THE RULINGS OF MORTGAGE IN THE CONTEMPORARY ERA: A SHARI'AH ANALYSIS

Abdullah Shahid, Shahzada Imran Ayub

ABSTRACT:

This paper presents a thorough Shari'ah-based discussion of rulings related to mortgages in the contemporary era. The mortgage system, in which individuals or institutions pledge property as security for loans, has grown to be an important component of modern financial arrangements. The study evaluates the degree to which Islamic principles can be implemented within the context of contemporary legal and economic systems by looking at the Shari'ah status of mortgages through the perspectives presented by various Islamic jurisprudential schools. The research paper also addresses the topic of interest (Riba) in contemporary mortgage arrangements, as well as the implications under Islamic law. Additionally, it investigates how Islamic jurisprudential mortgage concepts might be modified to accommodate modern situations, guaranteeing Shari'ah compliance while avoiding clear of interest-based transactions. Finally, the paper discusses many academic perspectives on mortgages in the current world and suggests ways to assist Muslims in navigating mortgage-related issues in accordance with Islamic teachings.

KEYWORDS: Shari'ah, Mortgages, Contemporary era, Islamic jurisprudential schools, Interest (Riba), Islamic law, Interest-based transactions, Modern financial arrangements, Mortgage-related issues, Islamic teachings

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 1-17
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar1

تعارف:

اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ عقائد، عبادات، سیاست، معیشت، معاشرت، اخلاق، غرض یہ کہ زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق اپنے مستقل اصول و فروع رکھتا ہے جو دنیا کے ہر مذہب وملت اور نظام زندگی سے ممتاز ہے۔ چنانچہ روز مرہ کی زندگی میں امت کو درپیش مختلف ُالنوع مسائل میں شریعت اسلامیہ نے مکمل راہنمائی کی ہے تاکہ امت قرآن وحدیث اور اسلامی شریعت کے سائے تلے اپنے سارے مسائل کو حل کر سکے؛ لیکن بعض دفعہ معاشرہ میں کچھ ایسی چیزیں رواج پا جاتی ہیں، جن کا تعلق شریعت سے بالکل نہیں ہوتا اور لوگ دانستہ یا نادانستہ اسی پر عمل کرتے چلے جاتے ہیں۔ آج معاشرہ میں رائج ''رہن'' کا معاملہ بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتا ہے۔ جس میں تقریباً نوے فیصد لوگ مال مرہون سے فائدہ اٹھانے کو مباح اور اپنا حق سمجھتے ہیں؛ یہاں تک کہ راہن اور مرتہن کوئی بھی اس کو قبیح اور غیر شرعی نہیں سمجھتا۔ اس صورت حال میں اس امر کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس کی صحیح ترین اسلامی صورت معلوم کی جائے اور بوقت ضرورت اس پہ عمل کیا جا سکے۔

رہن کا تعارف:

رہن عربی لفظ ہے اور اردو میں اسے ''گروی'' کہتے ہیں۔[1] لغت میں رہن کے مختلف معانی موجود ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ کسی چیز کو روک لینا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ[2] ''ہر شخص اپنے اعمال کے سبب رکا ہے۔'' علاوہ ازیں رہن کا معنی "ثابت اور پختہ" بھی ہے۔ عربی لغت ''المنجد'' کے مطابق رہن کا لغوی معنٰی ''گروی رکھنا'' کے ہیں۔[3]

اصطلاح میں رہن سے مراد ہے قرض کی پختگی کے لیے کوئی چیز قرض خواہ کے پاس رکھنا تاکہ وہ عدم ادائیگی کی صورت میں اس چیز سے یا اس کی قیمت سے اپنا قرض وصول کر سکے۔[4]

[1] Al-Haj Maulvi Ferozuddin, Feroz-ul-Lughat Urdu (Lahore: Ferozsons Limited, No Date), P. 731

[2] Al-Muddathir 74:38

[3] Abu al-Fadl Abdul Hafeez Balyawi, Al-Munjid Arabic-Urdu (Lahore: Afzal Sharif Printers, No Date), P. 318

[4] Wahbah bin Mustafa al-Zuhayli, Al-Fiqh al-Islami wa Adillatuhu (Damascus: Dar al-Fikr - Syria, 4th Edition, No Date), V. 6, P. 4207

مقروض دراصل قرض کے تحفظ کے لیے کوئی چیز قرض خواہ(قرض دینے والے) کے پاس رکھتا ہے، تاکہ وہ عدم ادائیگی کی صورت میں یہ چیز یا اس کی قیمت سے قرض منہا کر لے(کاٹ کر وصول کر لے)۔ مثلاً ایک شخص نے کسی سے قرض طلب کیا، قرض دینے والا مطالبہ کرتا ہے کہ قرض کے تحفظ کے لیے تو میرے پاس اپنی کوئی چیز یا جانور یا زمین وغیرہ گروی رکھ دو، جب "ادائیگی قرض" کا وقت آئے گا اور مقروض قرض ادا کر دے گا تو قرض خواہ(یا تو قرض وصول کر کے گروی چیز مقروض کو واپس کر دے گا یا اسی) گروی چیز میں سے اپنا قرض وصول کر لے گا۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی سے قرض لے تو قرض دینے والا بطورِ ضمانت قرض دار سے کوئی قیمتی چیز لے کر اپنے قبضے میں رکھتا ہے کہ اگر قرض دار قرض نہ ادا کر سکے تو اس قیمتی چیز سے قرض کی رقم کی ادائیگی کا انتظام کیا جا سکے۔

تصورِ رہن؛ قرآن و حدیث میں:

سورۃ البقرہ کے آخری رکوع میں ہے کہ ((وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ۔۔۔))[5] "اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو(قرض خواہ کے) قبضے میں گروی چیز ہو اور اگر تمہیں ایک دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ(مقروض) جسے امانت دار سمجھا گیا تھا وہ اپنی امانت ادا کر دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جاننے والا ہے۔"

اور حدیثِ نبوی میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مدت تک ادھار غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی لوہے کی ذرع رہن رکھی تھی۔[6]

رہن یعنی گروی رکھ کر کوئی معاملہ طے کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ نیز صحابہ کرام بھی حضور ﷺ کی موجودگی میں رہن کے معاملات کیا کرتے تھے اور آپ نے اُن کو منع نہیں فرمایا۔ غرض یہ کہ پوری امتِ مسلمہ کا اتفاق ہے کہ چند شرائط کے ساتھ کچھ سامان بطورِ رہن(گروی) رکھ کر کوئی معاملہ طے کیا جا سکتا ہے۔

---

[5] Al-Baqarah 2:283

[6] Muhammad ibn Ismail Abu Abdullah al-Bukhari, Sahih Bukhari (Beirut: Dar Touq al-Najat, 1st Edition, 1422 AH), Book of Jihad and Expeditions, Chapter: What Has Been Said About the Prophet's (SAW) Armor and Shirt in War, Hadith Number: 2916

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 1-17
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar1

رہن کا حکم:

رہن کے حکم جوازی میں قدرے تفصیل ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۸۳ جو کہ اوپر گزر چکی ہے اس کی روشنی میں تمام ائمہ فقہ بالاتفاق اس بات کے قائل ہیں کہ سفر کی حالت میں رہن کا معاملہ کرنا جائز ہوگا۔[7] لیکن جہاں تک تعلق ہے حالت حضر کا تو اس میں بعض فقہا نے مذکورہ بالا آیت میں لفظ سفر کی تخصیص کی بنا پر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ حالت حضر میں رہن کا معاملہ کرنا ناجائز ہوگا جب کہ جمہور علمائے کرام نے حالت حضر میں بھی رہن کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ جمہور فقہا اپنے اس موقف میں آپ ﷺ کی حدیث کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں جس میں ذکر ہے کہ آپ جب فوت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس (قرض کے عوض میں) گروی تھی۔[8]

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں رہن کا شرعی حکم یہ ہے کہ ضرورت کی وجہ سے کسی قرض کے مقابلے میں "رہن" لینا اور دینا درست ہے، اور رہن میں کوئی بھی قیمتی چیز رکھی جاسکتی ہے، اور رہن میں رکھی جانے والی چیز کی حیثیت محض ضمانت کی ہوتی ہے، اور رہن میں رکھے جانے کے بعد بھی رہن (گروی) رکھی ہوئی چیز اس کے اصل مالک کی ہی ملکیت رہتی ہے؛ البتہ قبضہ مرتہن (جس کے پاس گروی رکھی ہوئی ہے) کا ہوتا ہے، لیکن اس کے لیے رہن رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہوتا۔ نیز قرض کی مدّت پوری ہونے پر اولاً قرض خواہ کو چاہیے کہ مالک سے قرض کا مطالبہ کرے، اگر قرض وصول نہ ہو تو مالک کی اجازت سے اس چیز کو فروخت کرکے اپنا قرض وصول کرلے تو شرعاً اس کی اجازت ہوگی، اور اس کے بعد اگر کچھ رقم بچ جائے تو زائد رقم اس کو واپس کرنا ضروری ہوگا۔ علاوہ ازیں عصر حاضر میں جو یہ رواج ہے کہ لوگ اپنے پاس رہن (گروی) رکھوا کر دوسروں کو قرض دیتے ہیں اور پھر جب تک قرض وصول نہ ہو جائے گروی رکھی ہوئی چیز سے نفع اٹھاتے رہتے ہیں، تو ان کے لئے یہ نفع اٹھانا جائز نہیں۔

مشروعیتِ رہن کی حکمت:

رہن کی مشروعیت کی یہ حکمت بیان کی جاتی ہے کہ لوگوں کے اموال کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنا اور بچانا۔

---

[7] Abu Muhammad Ali ibn Ahmad ibn Sa'id ibn Hazm al-Andalusi al-Qurtubi al-Zahiri, Maratib al-Ijma' fi al-'Ibadat wa al-Mu'amalat wa al-I'tiqadat (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, No Date), V. 1, P. 60.

[8] Abu al-Husayn Yahya ibn Abi al-Khayr ibn Salim al-'Imrani al-Yamani al-Shafi'i, Al-Bayan fi Madhhab al-Imam al-Shafi'i (Jeddah: Dar al-Minhaj, 1st Edition, 1421 AH), V. 8, P. 6.

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرض کی توثیق کے لیے اولاً لکھنے کا حکم دیا اور کاتب کے میسر نہ آنے کی صورت میں رہن رکھنے کی تاکید کی جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت ۲۸۲ میں جہاں لین دین کے معاملات کو تحریر کرنے سے متعلق بالتفصیل ہدایات دی گئی ہیں، وہاں اس سے متصل بعد آیت میں یہ ارشاد ہے کہ "اور اگر تم سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی کو قبضہ میں دے دیا جائے۔" بلاشبہ اس حکم میں بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت اور ایسی راہنمائی ہے جس میں لوگوں کی سراسر بھلائی ہے۔

چند اہم اصطلاحات کا تعارف:

رہن کے باب میں مزید آگے بڑھنے سے قبل چند ایک ضروری اصطلاحات، کہ جو اس باب میں کثرت سے مستعمل ہیں ان کا جاننا ضروری ہے۔

1) راہن:

کسی قرض کے بدلے سامان گروی رکھوانے والے کو راہن کہتے ہیں۔[9]

2) مرتہن:

جس نے قرض دیا ہے یعنی جس کے پاس رہن رکھا گیا ہے، اس کو مرتہن کہتے ہیں۔[10]

3) مرہون/رہن:

قرض کے بدلے جو سامان گروی رکھوایا جاتا ہے اس سامان کو مرہون کہتے ہیں۔[11]

ان اصطلاحات کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ زید کو ایک لاکھ پچاس ہزار کی ضرورت تھی اور اس کی مطلوبہ رقم اس کی دسترس سے باہر تھی۔ اس نے اپنے دوست اسلم سے وہ رقم بطور ادھار مانگی اور اس رقم کی ادائیگی تک اس کے عوض میں اپنی موٹر سائیکل اسلم کے پاس گروی رکھوادی (کہ اگر زید اس رقم کی ادائیگی نہ کر سکا تو اسلم اپنی اس رقم کو موٹر سائیکل کی صورت میں وصول کر سکتا ہے)۔ اب اس مثال کی روشنی میں زید راہن ہے کہ اس نے ایک لاکھ پچاس ہزار کے عوض اپنی موٹر سائیکل گروی رکھوادی ہے اور اسلم مرتہن ہے کہ اس نے ایک لاکھ پچاس

[9] Feroz-ul-Lughat, P. 742
[10] Ahmad Mukhtar Abdul Hamid Omar, Mu'jam al-Lughah al-'Arabiyyah al Mu'asirah (Alam al-Kutub, 1st Edition, 1429 AH), V. 2, P. 952
[11] Ali ibn Muhammad ibn Ali al-Zayn al-Sharif al-Jurjani, Kitab al-Ta'rifat (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah - Lebanon, 1st Edition, 1403 AH), V. 1, P. 113

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 1-17
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar1

ہزار جو قرض دیا ہے اس کے عوض وہ موٹر سائیکل اس کے پاس بطور رہن رکھی گئی ہے اور چونکہ موٹر سائیکل وہ شے ہے جو گروی رکھوائی گئی ہے تو اس لیے موٹر سائیکل شئ مرہون کہلائے گی۔

رہن کا انعقاد:

کتب فقہ کے مطابق رہن کا انعقاد راہن اور مرتہن کے ایجاب و قبول کے ساتھ ہی ہو جائے گا جب کہ اتمام رہن شئ مرہون کے قبضہ کے ساتھ پورا ہو گا۔[12] راہن و مرتہن میں زبان سے معاملہ طے ہونے کے بعد گروی میں رکھی ہوئی چیز مرتہن کے قبضہ میں آجانے سے رہن لازم ہو جاتا ہے۔یعنی جب تک مرتہن نے مرہون (گروی میں رکھا ہوا سامان) کو اپنے قبضہ میں نہ لیا ہو راہن کو رہن سے پھر جانا اور اس معاملہ کو ختم کرنا جائز ہے۔ لیکن قبضہ کے بعد یعنی راہن نے رقم یا اپنی مطلوبہ شئ حاصل کر لی اور مرتہن نے گروی میں رکھا ہوا سامان (گزشتہ صفحہ پر دی گئی مثال کے مطابق موٹر سائیکل) پر قبضہ کر لیا تو اب راہن کو معاملہ ختم کرنے کا حق حاصل نہیں، یعنی اب اس کو اپنی مطلوبہ شے یا قرض میں لی ہوئی رقم کی واپسی پر ہی گروی (رہن) میں رکھا ہوا سامان واپس ملے گا۔

رہن کی شرائط:

معاملہ رہن کے درست ہونے کی چند اہم ترین شرائط یہ ہیں:

1) راہن اور مرتہن دونوں معاملہ بیع کی اہلیت رکھتے ہوں۔ نیز راہن (رہن رکھنے والا) عاقل بالغ اور آزاد انسان ہو۔یعنی کوئی مجنون، دیوانہ یا بے شعور و نابالغ نہ ہو۔ رہن شرعاً خرید و فروخت کی طرح جائز ہے کیونکہ (چند استثنائی صورتوں کے علاوہ) ہر وہ شے جس کی بیع جائز ہے اس کو رہن رکھنا بھی جائز ہے۔
2) رہن کی شے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مقدار جنس اور صفت کا علم ہو۔
3) راہن اس شے کا مالک ہو یا اسے اس کے تصرف کی مکمل اجازت ہو کیوں۔
4) رہن کی شے ایسی ہونی چاہیے جو فروخت ہو سکے تا کہ اگر مرتہن (جس کے ہاں گروی شے موجود ہے) کو وقتِ مقرر پر قرضہ واپس نہ مل سکے تو اسے فروخت کر کے اپنے قرض کی رقم پوری کر لے۔

[12] Ministry of Awqaf and Islamic Affairs, Al-Mawsu'ah al-Fiqhiyyah al-Kuwaitiyyah (Kuwait: Dar al-Salasil, 2nd Edition, 1404 AH), V. 23, P. 177

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 1-17
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar1

5) رہن رکھنے کی شرط دورانِ عقد ہو یا عقد کے بعد دونوں صورتیں درست ہیں۔

رہن کا معاملہ کرنا کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے مگر آج کل اس معاہدے میں بھی نقائص ومفاسد آ گئے ہیں اور صدیوں سے انسانی معاشرے پر دیگر مظالم کے ساتھ یہ بھی مسلّط ہیں۔

رہن کی بنیادی اشکال اور ان کے احکام

ارشادِ باری تعالیٰ فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ[13] کے مطابق شریعت میں انسانوں کی ضرورت کے لیے رہن کے معاملہ کو جائز اور مباح قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ انسان اپنی پیش آمدہ ضرورتوں کی تکمیل بآسانی کر سکے۔ لیکن اس کے لیے کچھ شرعی حدود بھی ہیں، جن کے اندر رہ کر ہی اس معاملہ کو انجام دینا ہوگا۔ اس کے خلاف اور عدول قابلِ مواخذہ ہو گا۔ مثلاً مدتِ دَین کی ایسی تعیین کہ اس سے پہلے راہن کو فکِ رہن پر قدرت نہ دینا، مرتہن کا شیٔ مرہون سے انتفاع کی شرط لگانا وغیرہ۔ یہ ایسی بنیادی خرابیاں ہیں جو عقدِ رہن کے لائق ومناسب نہیں ہیں اور فسخِ معاملہ کو لازم کرتی ہیں۔

اس معاملہ کی شرعاً تین اشکال نکلتی ہیں:

(۱) راہن اور مرتہن دونوں مسلمان ہوں۔

(۲) راہن غیر مسلم اور مرتہن مسلمان ہو۔

(۳) راہن مسلمان اور مرتہن غیر مسلم ہو۔

پہلی شکل یعنی راہن اور مرتہن دونوں مسلمان ہوں، تو ان کے لیے بالاتفاق شیٔ مرہون سے انتفاع جائز نہیں۔

اور دوسری شکل یعنی راہن غیر مسلم اور مرتہن مسلمان ہو اور وہ اس شیٔ مرہون سے فائدہ اٹھانا چاہے، تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے؛ کیوں کہ ان حضرات کے پیش نظر دار الحرب میں حربیوں کے مال سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ لیکن امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ بہر حال مرتہن کا مال مرہون سے فائدہ اٹھانا یا تو راہن کی اجازت سے ہو گا یا بغیر اجازت کے یا عرف ورواج کے اعتبار سے ہو گا، تمام صورتیں شرعاً ممنوع ہیں۔ اجازتاً ممنوع اس لیے ہے کہ وہ نفع ربوا ہے اور سود اجازت سے بھی حلال نہیں ہوتا، اور بغیر اجازت کے تو بدرجہ

[13] Surah Al-Baqarah 2:283

اولیٰ جائز نہ ہوگا۔[14]

اور عرفاً انتفاع اس لیے جائز نہیں کہ معروف مشروط کی طرح ہے اور جو حکم مشروط کا ہے وہی حکم معروف کا ہے۔[15]

غرض فقہاء کرام کے نزدیک کسی بھی صورت میں مال مرہون سے فائدہ اٹھانا ربوا اور سود ہے؛ اس لیے رہن کی اشیاء سے مرتہن کے لیے مطلقاً انتفاع جائز نہ ہوگا۔

اب اگر مرتہن شئ مرہون مثلاً زمین سے غلہ پیدا کر کے سالہا سال کھاتا رہا اور اس میں سے مالک زمین کو کچھ بھی نہ دیا، تو بوقتِ ادائیگی دَین راہن اور مرتہن کو کیا طریقہ اپنانا چاہیے جو شرعاً قابل مواخذہ نہ ہو، تو اس کے بارے میں حکمِ شرعی یہ ہے کہ راہن مکمل قرض واپس کرے اور مرتہن زمین والے کی زمین کے ساتھ اس سے حاصل ہونے والی زیادتی بھی واپس کرے؛ کیوں کہ یہ نفع جو اس نے زمین سے حاصل کیا ہے وہ شرعاً مالک زمین کی امانت ہے اور امانت کا لوٹانا ضروری ہے، اگر نہ لوٹائے گا تو وہ سود ہوگا جو کہ حرام ہے۔

بصورتِ دیگر مرتہن اگر زمین سے حاصل شدہ زیادتی کو واپس کرنا نہیں چاہتا، تو پھر قرض کی مقدار اور حاصل شدہ زیادتی دونوں کا موازنہ اور مقابلہ کیا جائے گا، اگر وہ نفع جو مرتہن نے راہن کی زمین سے اٹھایا ہے، اس کے قرض کی مقدار کے برابر ہو جائے تو راہن سے دین ساقط ہو جائے گا، یعنی مرتہن اب راہن کی صرف زمین واپس کر دے، راہن پر نہ دین کی ادائیگی لازم ہوگی اور نہ مرتہن پر حاصل شدہ زیادتی کی واپسی؛ کیوں کہ مرتہن نے اپنے قرض کے برابر اس کی زمین سے فائدہ حاصل کر لیا ہے۔

اور اگر حاصل شدہ زیادتی قرض کی مقدار سے زیادہ ہے، مثلاً قرض دس ہزار روپیہ تھا اور حاصل شدہ زیادتی کی مقدار پندرہ ہزار کو پہنچ گئی، تو مرتہن زمین کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ جو زائد ہے راہن کو واپس کرے گا۔ اور اگر حاصل شدہ زیادتی کی مقدار قرض کی مقدار سے کم ہے، مثلاً پانچ ہزار کے بقدر اس نے نفع حاصل کیا، تو اب مرتہن اپنے قرض میں سے راہن سے صرف پانچ ہزار واپس لے گا اور اس کی زمین واپس کر دے گا۔ الغرض مقدارِ نفع کی کمی یا زیادتی کی صورت میں منہا والی شکل اختیار کرنی پڑے گی جو ابھی بالتفصیل اوپر بیان کی گئی ہے۔

---

[14] Uthman ibn Ali ibn Muhjan al-Bari'i Fakhr al-Din al-Zayla'i, Tabyin al-Haqa'iq Sharh Kanz al-Daqa'iq (Cairo: Al-Matba'ah al-Kubra al-Amiriyyah - Bulaq, 1st Edition, 1313 AH), V. 4, P. 97

[15] Al-Mawsu'ah al-Fiqhiyyah al-Kuwaitiyyah, V. 30, P. 56

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 1-17
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar1

گویا معاملہ کی منہا والی صورت اسی طرح ہے، جس طرح شئ مرہون کے مرتہن کے قبضہ سے ہلاک ہونے کے بعد ہوتی ہے کہ اگر شئ مرہون کی قیمت وہی ہوتی ہے جو مقدارِ قرض کی ہوتی ہے، تو کسی پر کچھ واجب نہیں، یعنی نہ مرتہن پر شئ مرہون کی واپسی لازم ہوتی ہے اور نہ راہن پر قرض کی واپسی۔ اور شئ مرہون کی قیمت اور مقدار قرض میں اگر تفاوت ہوتا ہے تو اسی کے اعتبار سے منہا ہوتا ہے۔

رہن کے متفرق احکام:

01۔ "مرتہن" کا "گروی رکھی گئی چیز" پر قبضہ کرتے ہی گروی رکھی گئی چیز "راہن" کو لازم ہو جاتی ہے (یعنی راہن پر لازم ہے کہ اسے مرتہن کے پاس رہنے دے)۔ بنا بریں "راہن" اگر واپس لینا چاہے تو نہیں لے سکتا، مگر "مرتہن" اسے واپس کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، اس لیے کہ رہن سے اس کا حق وابستہ ہے۔ [16]

02۔ جو چیزیں فروخت کرنا درست نہیں ان کا "رہن" رکھنا بھی صحیح نہیں۔ [17]

03۔ "رہن" کی میعاد ختم ہونے پر "مرتہن" قرض کا مطالبہ کرے۔ اگر "راہن" ادائیگی کر دے تو "رہن" واپس کر دے، ورنہ اس میں سے اپنا حق وصول کر لے۔ اگر کاروبار کی وجہ سے "گروی" میں آمدنی اور اضافہ حاصل ہوا ہے، تو اسے فروخت کر کے اپنا حق رکھ لے اور زائد واپس کر دے۔ لیکن اگر "رہن" کی فروخت سے پورے حق کی ادائیگی نہیں ہوتی تو بقیہ "راہن" کے ذمہ قرض ہے۔ [18]

04۔ "رہن" "مرتہن" کے ہاتھ میں امانت ہے، اگر اس کی کوتاہی یا زیادتی سے تلف ہو جائے تو وہ "ضامن" ہوگا، ورنہ "ضامن" نہیں ہے اور قرض "راہن" کے ذمہ باقی رہے گا۔ [19]

---

[16] Abu Muhammad Abdullah ibn Ahmad ibn Muhammad ibn Qudamah al-Dimashqi al-Hanbali, Al-Mughni li Ibn Qudamah (Cairo Library, No Edition, 1388 AH), V. 4, P. 245

[17] Abu al-Hasan Ali ibn al-Husayn ibn Muhammad al-Sughdi, Al-Natf fi al-Fatawa (Beirut: Dar al-Furqan / Mu'assasat al-Risalah - Amman, Jordan / Lebanon, 2nd Edition, 1404 AH), V. 2, P. 605

[18] Muhammad ibn Ahmad ibn Abi Ahmad Abu Bakr Ala' al-Din al-Samarqandi, Tuhfat al-Fuqaha (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah - Lebanon, 2nd Edition, 1414 AH), V. 3, P. 43

[19] Shams al-Din Muhammad ibn Abdullah al-Zarkashi al-Misri al-Hanbali, Sharh al-Zarkashi (Dar al-'Ubaykan, 1st Edition, 1413 AH), V. 4, P. 57

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 1-17
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar1

05۔کسی سے مستعار لی ہوئی شے،چوری کی ہوئی چیز اور شے مغصوبہ کو بطور رہن رکھنا جائز نہیں ہے۔[20]

06۔اگر ''راہن'' یہ شرط لگائے کہ قرض کی ادائیگی کی میعاد آنے پر رہن کو فروخت نہیں کیا جا سکے گا تو ''رہن'' باطل ہے۔اسی طرح اگر ''مرتہن'' یہ شرط لگائے کہ میعاد آنے پر قرض کی عدم ادائیگی کی صورت میں ''رہن'' کا مالک ''مرتہن'' ہو گا تو اس سے بھی ''رہن'' باطل ہو جائے گا۔

اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''گروی رکھی گئی چیز کو روکا نہ جائے، یہ ''رہن'' رکھنے والے کی ملکیت ہے اور اسی کے لیے اس کا نفع ہے اور اسی پر اس کا تاوان ہے۔'' [21]

07۔قرض کی مقدار میں ''راہن'' اور ''مرتہن'' کے مابین اختلاف ہو جائے تو حلف کے ساتھ ''راہن'' کی بات معتبر ہو گی،الا یہ کہ ''مرتہن'' اس کے خلاف ثبوت پیش کر دے اور اگر ''رہن'' میں اختلاف ہو جائے۔ مثلاً؛ ''راہن'' کہتا ہے کہ میں نے تیرے پاس جانور اور اس کا بچہ گروی رکھا تھا اور ''مرتہن'' کہتا ہے صرف جانور تھا تو حلف کے ساتھ ''مرتہن'' کی بات معتبر ہو گی۔الا یہ کہ ''راہن'' اس کے خلاف ثبوت پیش کر دے۔اس طرح کے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث قول فیصل کی حیثیت رکھتی ہے: ''ثبوت مدعی پیش کرے اور قسم اس پر ہے جو انکار کرے۔'' [22]

08۔اگر ''مرتہن'' دعویٰ کرے کہ میں نے ''مرہون'' چیز واپس کر دی ہے اور ''راہن'' انکار کرے تو راہن کی حلفیہ بات تسلیم کی جائے گی،الا یہ کہ ''مرتہن'' اپنے دعوٰی میں ثبوت پیش کر دے۔ [23]

09۔ ''مرتہن'' گروی رکھی ہوئی سواری پر سوار ہو سکتا ہے اور اس کا دودھ پی سکتا ہے۔ مگر خرچ کے حساب

---

[20] Abu Ishaq Ibrahim ibn Ali ibn Yusuf al-Shirazi, Al-Muhadhdhab fi Fiqh al-Imam al-Shafi'i (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, No Date), V. 2, P. 86

[21] Abu Abdullah al-Hakim Muhammad ibn Abdullah ibn Muhammad ibn Hamdawayh ibn Nu'aym ibn al-Hakm al-Dhabi al-Tahmani al-Naysaburi, known as Ibn al-Bay', Al-Mustadrak 'ala al-Sahihayn (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1st Edition, 1411 AH), Book of Sales, Chapter: The Hadith of Ibn Abi Dhi'b, Hadith Number: 2318

[22] Muhammad ibn Isa ibn Sawrah ibn Musa ibn al-Dahhak, Al-Jami' al-Kabir - Sunan al-Tirmidhi (Beirut: Dar al-Gharb al-Islami, 1st Edition, 1998 CE), Chapters of Rulings from the Messenger of Allah (SAW), Chapter: Evidence is on the Claimant, and the Oath is on the Defendant, Hadith Number: 1341

[23] Ismail ibn Yahya ibn Ismail Abu Ibrahim al-Muzani, Mukhtasar al-Muzani (Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1410 AH), V. 8, P. 196

سے (جو وہ جانور کی ضروریات پر کرتا ہے) اس بارے میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھے اور خرچ سے زائد فائدہ حاصل نہ کرے۔[24] اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”مرہون جانور پر خرچ کے عوض سواری کی جا سکتی ہے اور اس کا دودھ پیا جا سکتا ہے اور جو سوار ہوگا اور دودھ پیے گا، وہ (اسی حساب سے جانور کی ضروریات کے لیے) خرچ ادا کرے گا۔“ [25]

واضح رہے کہ اگر مرتہن خرچ سے زائد نفع حاصل کرے گا تو یہ درست نہیں بلکہ اس کا کرایہ یا اجرت راہن کو واپس کرے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"درست بات جو شریعت کے اصولوں سے ثابت اور حدیث اس پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ گروی جانور اللہ کے حق کی بنا پر بذات خود محترم ہے جبکہ مالک کے لیے اس میں حق ملکیت ہے اور مرتہن (قرض خواہ) کے لیے اس میں حق توثیق و اعتماد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گروی شے قرض خواہ (مرتہن) کے قبضے میں رکھی ہے۔ جب گروی شے قرض خواہ کے پاس رہے اور وہ اس کا دودھ نہ دوہے تو اس کا فائدہ ضائع ہو گیا۔ عدل وانصاف اور قیاس اور راہن و مرتہن اور (گروی) حیوان کے ساتھ خیر خواہی کا تقاضا یہی ہے کہ قرض خواہ، سواری اور دودھ کا فائدہ حاصل کرے۔ یہ فائدہ اس کے عوض میں ہو گا جو اس نے چارہ وغیرہ ڈالا ہے اس میں راہن اور مرتہن دونوں کی مصلحتوں کو جمع کیا گیا ہے اور دونوں کو ان کا حق پہنچا دیا گیا ہے۔"[26]

10۔ گروی چیز کی آمدنی، اُجرت، محصول، نسل وغیرہ سب ”راہن“ کی ملکیت ہے اور وہی ان تمام چیزوں کا

[24] Abu Abdullah Ahmad ibn Muhammad ibn Hanbal ibn Hilal ibn Asad al-Shaybani, Musnad al-Imam Ahmad ibn Hanbal (Mu'assasat al-Risalah, 1st Edition, 1421 AH), Hadith Number: 10108

[25] Abu Ya'qub Ishaq ibn Ibrahim ibn Makhlad ibn Ibrahim al-Hanzali al-Marwazi, known as Ibn Rahwayh, Musnad Ishaq ibn Rahwayh (Madinah: Maktabat al-Iman, 1st Edition, 1412 AH), Narrations from Abu Qilabah, Zararah, Jabir ibn Zayd, and Abu al-'Aliyah, from Abu Hurayrah (RA), from the Messenger of Allah (SAW), Chapter: From the Men of Kufa, Hadith Number: 281

[26] Muhammad ibn Abi Bakr ibn Ayyub ibn Sa'd Shams al-Din Ibn Qayyim al-Jawziyyah, I'lam al-Muwaqqi'in 'an Rabb al-'Alamin (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1st Edition, 1411 AH), V. 2, P. 18

Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 1-17
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar1

انتظام کرے گا، جن سے گروی چیز کی بقاء ہے، مثلاً پانی پلانا وغیرہ۔اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''مرہون چیز ''راہن'' کی ملکیت ہے، وہی اس کے نفع کا مالک ہے اور اسی پر اس کا تاوان ہے۔''[27]

11۔اگر ''مرتہن'' نے ''راہن'' کی اجازت کے بغیر حیوان وغیرہ پر خرچ کر دیا ہے تو وہ ''راہن'' سے مطالبہ نہیں کر سکتا، ہاں اگر اس کے لیے دور کی مسافت کی وجہ سے فوری طور پر اجازت لینا ممکن نہیں ہے تو پھر وہ اس کا مطالبہ کر سکتا ہے، بشرطیکہ اس نے ''راہن'' سے وصول کرنے کی نیت سے خرچ کیا ہو، ورنہ نہیں۔اس لیے کہ جس نے نیکی سمجھ کر خرچ کیا ہے وہ وصول نہیں کر سکتا۔

12۔شکستہ اور ویران مکان کو اگر ''مرتہن'' نے راہن کی اجازت کے بغیر مرمت اور آباد کر دیا ہے تو وہ ''راہن'' سے کچھ نہیں لے سکتا۔ہاں لکڑی، پتھر وغیرہ جن کا اُتار نا انتہائی مشکل ہوتا ہے، کا حساب ''راہن'' سے لے سکتا ہے[28]

13۔''راہن'' کے فوت یا مفلس ہونے کی صورت میں ''مرتہن'' کا استحقاق دوسرے قرض خواہوں سے زیادہ ہے۔چنانچہ ''میعاد ادائیگی'' آنے پر وہی رہن فروخت کر کے اپنا قرض وصول کرے گا اور جو زائد ہے اسے واپس کرے گا اور اس کی فروخت سے قرض پورا نہیں ہوا تو وہ باقی قرض میں دوسرے قرض خواہوں کے برابر ہے۔

14۔ گروی رکھی گئی چیز سے دائن (قرض دینے والے) نے کوئی مالی فائدہ نہیں اٹھایا مثلاً زمین سے فصل غلہ، باغ سے پھل وغیرہ کچھ نہیں لیا۔مکان، دکان، پلاٹ وغیرہ میں رہائش یا کاروبار یا کرایہ وغیرہ کا فائدہ نہیں اٹھایا، تو جب قرض دار قرض ادا کرے تو گروی رکھی چیز اس کو واپس کر دی جائے۔

15۔اگر گروی رکھی چیز سے دائن نے مالی فائدہ اٹھایا ہے تو جتنا فائدہ اٹھایا ہے، قرض دی گئی رقم سے اُسے منہا کر دیا جائے، گویا قرض دینے والے کو اس کی اتنی رقم مل گئی۔جتنی رہ گئی ہے اتنی رقم دے کر دائن گروی رکھی چیز اس

[27] Abu Bakr Abd al-Razzaq ibn Hammam ibn Nafi' al-Himyari al-San'ani, Al-Musannaf li Abd al-Razzaq al-San'ani (Beirut: Al-Maktab al-Islami, 2nd Edition, 1403 AH), Book of Sales, Chapter: The Pledge is Not Sealed, Hadith Number: 15034

[28] Abu al-Hasan Ali ibn Muhammad ibn Muhammad ibn Habib al-Basri al-Baghdadi, known as al-Mawardi, Al-Iqna' fi Fiqh al-Shafi'i (No Publisher, No Date), V. 1, P. 101

کے مالک کو واپس کرے۔[29]

مثلاً ایک شخص نے اگر ایک لاکھ روپیہ قرض دیا ہے اور اس کے عوض گروی چیز (مکان، دکان اور زمین وغیرہ) سے فائدہ اٹھاتا رہا، تو قرض کی وصولی کے وقت اس فائدہ کو اصل قرض سے منہا کر دے گا۔ اگر منہا نہیں کرتا تو یہ سُود ہے، جو کہ حرام ہے۔

16۔ رہن صرف راہن کی جانب سے لازم ہوتا ہے کیونکہ اس میں حق و فائدہ مرتہن کا ہوتا ہے (جس کی حفاظت کے لیے رہن رکھا جاتا ہے) مرتہن کی طرف سے رہن لازم نہیں ہوتا بلکہ اسے شرط رہن فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے کیونکہ رہن میں صرف اس کا فائدہ ملحوظ ہوتا ہے اور اسے اپنے فائدے سے دست بردار ہونے کا حق حاصل ہے۔[30]

17۔ اگر راہن کے پاس کوئی مشترک چیز ہو جس میں غیر کا حق ہو تو اس چیز میں اپنا حصہ مرتہن کے پاس بطور رہن رکھ سکتا ہے۔ اس لیے کہ وصولی قرضہ کے وقت مرتہن اس چیز میں راہن کا حصہ فروخت کر کے اپنے قرضے کی رقم وصول کر سکتا ہے۔

18۔ راہن اور مرتہن میں سے کسی ایک کے لیے بھی جائز نہیں کہ دوسرے کی اجازت کے بغیر شے میں تصرف کرے کیونکہ اگر راہن (مقروض) اس میں کوئی تصرف کرے گا تو مرتہن قرض خواہ کا حق توثیق واعتماد متاثر ہو گا۔ اور اگر مرتہن (قرض خواہ) اس میں تصرف کرے گا تو یہ دوسرے کی مملوکہ چیز میں تصرف ہو گا (جو جائز نہیں)۔[31]

19۔ رہن کی متصل بڑھوتری مثلاً: کسی جانور کا موٹا ہونا یا غلام کا کوئی صنعت سیکھنا اور اس کی منفصل بڑھوتری مثلاً: بچوں کی پیدائش درخت کا پھل دینا، حیوان کی اون، غلام کی کمائی وغیرہ رہن کے ساتھ ملحق ہو گی لہٰذا قرضہ پورا کرنے کے لیے رہن کے ساتھ اسے بھی بیع میں شامل کیا جائے گا۔ اسی طرح شے کی اجرت یا کوئی فائدہ حاصل ہو تو وہ اس کے تابع ہو گا۔ اور غلام پر زیادتی ہو جانے کی صورت میں ملنے والا تاوان یا دیت رہن کے ذمے ہے جیسا کہ صحیح

---

[29] Group of Authors, Fiqh al-Mu’amalat Mawsu’ah - Encyclopedia of Transactional Jurisprudence. (No Publisher, No Date), V. 1, P. 764

[30] Abu al-Husayn Yahya ibn Abi al-Khayr ibn Salim al-‘Imrani al-Yamani al-Shafi’i, Al-Bayan fi Madhhab al-Imam al-Shafi’i (Jeddah: Dar al-Minhaj, 1st Edition, 1421 AH), V. 6, P. 24

[31] Al-Fiqh al-Islami wa Adillatuhu, V. 6, P. 4286

حدیث اس حوالے سے پیچھے گزر چکی ہے۔[32]

اس کی وجہ یہ ہے کہ راہن گروی شے کا مالک ہے لہٰذا اس کا خرچ اسی کے ذمہ ہے۔اسی طرح اگر رہن کا مال کسی سیف (الماری) یا کمرے میں رکھا گیا ہو تو اس کا کرایہ اس کی حفاظت و نگرانی پر مامور شخص کی اجرت مرہون ریوڑ کے چروانے کی اجرت یہ سب کچھ راہن (مقروض) کے ذمے ہے کیوں کہ اس شے پر ہونے والے اخراجات میں یہ خرچ بھی شامل ہے۔

20۔اگر رہن کا کچھ حصہ تلف ہو گیا اور کچھ بچ گیا تو باقی حصہ ہی (قرض کے عوض میں) بطور رہن ہو گا۔واضح رہے کہ رہن کا کل قرضہ رہن کے کل اجزاء سے متعلق ہے۔جب رہن کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا تو رہن کا باقی حصہ کل قرضہ کے عوض میں ہو گیا۔[33]

21۔اگر راہن نے قرض کا کچھ حصہ ادا کیا اور کچھ باقی ہے تو وہ رہن کی شے اس وقت تک واپس نہیں لے سکتا جب تک تمام قرض ادا نہ کر دے۔

22۔رہن کے عوض لئے ہوئے قرض کی ادائیگی کا مقررہ وقت آجائے تو مقروض پر لازم ہے کہ فوراً قرض ادا کرے جیسے بلا رہن قرض وقت پر ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ یہی عقد کا تقاضا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جسے امانت دی گئی ہے وہ اسے ادا کر دے اور اللہ سے ڈرتا رہے جو اس کا رب ہے۔"[34]

اگر اس نے قرض ادا نہ کیا تو سمجھا جائے گا کہ وہ ٹال مٹول کر رہا ہے اس وقت قاضی اسے قرض ادا کرنے پر مجبور کرے گا۔اگر وہ بھی آمادہ نہ ہوا تو اسے قید یا کوئی اور سزا دی جائے گی حتیٰ کہ وہ مکمل قرض ادا کر دے یا رہن کی شے کو فروخت کر کے مرتہن کو اس کے قرض کی رقم کے مطابق دے دے۔یہ قرض خواہ کا حق ہے کیونکہ رہن کا مقصد بھی یہی تھا کہ قرض محفوظ ہو اور بوقت ضرورت رہن کو فروخت کر کے قرض کی رقم ادا کی جا سکے۔اگر قرض کی رقم ادا کر کے کچھ مال بچ گیا تو وہ راہن (مقروض) کو لوٹا دیا جائے گا کیونکہ وہ اس کا مالک ہے۔اور اگر فروخت شدہ رہن سے قرض پورا نہ ہو سکا تو باقی قرض کی ادائیگی راہن کے ذمے رہے گی۔

---

[32] Al-Shafi'i Abu Abdullah Muhammad ibn Idris al-Qurashi al-Makki, Al-Musnad (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah - Lebanon, No Edition, No Date), V. 1, P. 148

[33] Yusuf ibn Qaza'ughli ibn Abdullah Abu al-Muzaffar Sibt Abi al-Faraj ibn al-Jawzi, Ithar al-Insaf fi Athar al-Khilaf (Cairo: Dar al-Salam, 1st Edition, 1408 AH), V. 1, P. 365

[34] Al-Baqarah 2:283

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 1-17
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar1

رہن کے چند عصری مسائل:

أ. گھر گروی لے کر اس سے فائدہ حاصل کرنا

دورِ حاضر میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ راہن جب اپنا گھر قرض کے بدلے مرتہن کے پاس بطور رہن رکھواتا ہے تو مرتہن کے لیے اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

اس کو ایک مثال سے سمجھتے ہیں کہ زید نے عامر سے ایک سال کے لیے پانچ لاکھ روپیہ قرضہ لیا اور اس پانچ لاکھ کے عوض اپنا گھر ایک سال کے لیے عامر کے پاس بطورِ رہن رکھوا دیا، اب اگر عامر چاہے کہ وہ ایک سال تک اس گھر میں رہائش اختیار کرے اور یہ کہ اس دوران عامر اس گھر کا کوئی کرایہ نہیں ادا کرے اور گیس اور بجلی کا بل وغیرہ خود دے گا اور ایک سال کے ایگریمنٹ کے بعد عامر گھر واپس اس گھر کے مالک کے حوالے کر دے گا اور اپنی رقم جو اس نے بطور ادھار دی تھی وہ واپس لے لے گا تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

اس بارے میں سب سے پہلے تو یہ بات واضح رہے کہ قرض کی وصول یابی کو یقینی بنانے کے لیے گروی میں مقروض سے مکان لے کر اپنے پاس رکھنا جائز ہے لیکن اس دوران گروی میں رکھی ہوئی چیز یا مکان سے کوئی بھی فائدہ اور منفعت حاصل کرنا جائز نہیں یہ سود کے حکم میں آتا ہے۔ لہذا ہماری فرض کردہ مثال مذکورہ بالا کے مطابق عامر اگر زید کو پانچ لاکھ قرض دے کر گروی کے طور پر مکان لے لے تو یہ معاملہ درست ہے لیکن عامر کے لیے اس مکان سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو جیسا کہ اس میں رہائش اختیار کرنا وغیرہ۔ ہاں البتہ اگر عامر اور زید باہمی رضامندی سے اس بات پر آمادہ ہو جاتے ہیں کہ عامر اس گھر میں رہائش اختیار کر سکتا ہے تو پھر یہ معاملہ گروی کا نہیں رہے گا بلکہ اس کی شرعی حیثیت بدل جائے گی اور اس پر اجارہ کے احکام جاری ہوں گے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ اس صورت میں قرض کی وجہ سے کرایہ میں کمی نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ بھی سود کے حکم میں آتا ہے۔

ب. سونا یا زیورات بطور رہن رکھوانا:

فی زمانہ سونا یا زیورات کو بطور رہن کے رکھنا یا رکھوانا عام ہے لیکن چوں کہ یہ معاملہ سونا یا زیورات کا ہے جن کی قیمتیں روزمرہ کے اعتبار سے تبدیل ہوتی رہتی ہیں اس لیے اس مسئلہ کو رہن کی قیمت کے اتار چڑھاؤ کے تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر زید نے عامر سے دو ماہ کی مدت کے لیے 10 لاکھ روپیہ قرضہ لیا اور اس کے عوض دو ماہ تک کے لیے چار تولہ سونا بطور رہن رکھوا دیا ان دونوں کے اس ایگریمنٹ کے مطابق اگر زید دو ماہ کے بعد 10

لاکھ قرضہ واپس نہ کر سکا تو عامر چار تولہ سونا بیچ کر اپنے حصے کا قرضہ وصول کر لے گا۔ لیکن چوں کہ اس مثال میں شے مرہون سونے کے زیورات ہیں جن کی قیمت میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے تو عین ممکن ہے جس دن زید نے یہ زیورات عامر کے پاس بطور رہن رکھوائے تھے اس دن اس کی قیمت 10 لاکھ روپیہ ہو اور آج جب دو ماہ پورے ہو جائیں تو اب اس کی قیمت مزید ایک لاکھ بڑھ کر 11 لاکھ روپے ہو گئی ہو تو اس صورت میں عامر پر لازم ہے کہ وہ اس چار تولے سونا کو بیچ کر اپنے 10 لاکھ وصول کریں اور بقیہ کا ایک لاکھ زید کو واپس کر دے۔

ج۔ مرتہن کا رہن کی دکان کرایہ پر دے کر کرایہ استعمال کرنا:

آج کل یہ مسئلہ چل نکلا ہے کہ جب کوئی شخص ادھار رقم کے عوض اپنی خالی دکان گروی رکھواتا ہے تو کیا اُدھار دینے والا شخص اس گروی رکھی ہوئی دکان کو کرائے پر دے کر اس کا کرایہ وصول کر کے اپنے استعمال میں لاتا ہے اور چوں کہ راہن اس وقت پیسوں کی کمی کے اعتبار سے مجبور ہوتا ہے اس لیے وہ مرتہن سے اس بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ اس مسئلے کا بھی بالکل وہی حکم ہے جو اس سے پہلے گھر گروی پر رکھ کر خود اس میں رہائش اختیار کرنے کے اعتبار سے بیان کیا گیا تھا چونکہ رہن کے باب میں یہ اصول ہے کہ شے مرہون سے مرتہن کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں کر سکتا اس لیے اس مسئلہ میں بھی مرتہن کے لیے رہن پر رکھی ہوئی دکان کرائے پر دے کر اس سے کرایہ حاصل کرنا ناجائز ہے اور سود کے زمرے میں آتا ہے۔

خلاصہ بحث:

فی زمانہ اقتصادیاتی اور مالیاتی نظام میں بہت تیزی سے تبدیلی واقع ہو رہی ہے، اس تبدیلی کا واضح اثر مختلف مالیاتی معاہدات پر بھی مرتب ہوتا نظر آتا ہے۔ انہی معاہدات میں سے ایک اہم ترین معاہدہ "رہن" کا ہے اس کو عام طور پہ "گروی" بھی کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں رہن کے لیے Mortgage "مورٹ گیج" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جسے آج کل کے مالیاتی ادارے، جیسا کہ بینک، گھریلو اور کاروباری قرضوں وغیرہ کے معاملات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ رہن کے ذریعے فرد یا ادارہ قرض لینے کے بدلے کسی جائیداد کو قرض دہندہ کے حق میں ضمانت کے طور پر رکھتا ہے تاکہ قرض کی عدم ادائیگی کی صورت میں قرض فراہم کرنے والا فرد یا ادارہ، یہ چیز یا اس کی قیمت سے قرض وصول کر سکے کیوں کہ رہن رکھنے والا (یعنی راہن) جب تک گروی رکھنے والے (یعنی مرتہن) کے ایک بھی روپے کا قرض دار رہے گا اپنی چیز واپس لینے کا مستحق نہیں ہوگا۔ اسلامی فقہ میں رہن کے احکام پر تفصیل سے بات کی گئی ہے، اور اس آرٹیکل میں ہم نے رہن کے اسلامی احکام کا جائزہ لیا ہے، خاص طور پر موجودہ دور میں ان کے اطلاق اور اہمیت پر بات

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 1-17
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar1

کی ہے۔ مقالہ ہذا میں قرآن وحدیث کی روشنی میں رہن کی شرعی حیثیت، باب رہن کی اہم اصطلاحات کا بیان، انعقاد رہن کا طریقہ اور اس کی شرائط، اس کی مختلف صورتیں اور اشکال، مشروعیتِ رہن کی شرعی حکمتیں اور ان سے متعلق فقہی اصولوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز رہن کے باب میں جہاں کہیں فروعی اور جزوی مسائل میں سلف صالحین اور ائمہ وفقہا کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے اس اختلاف کو بھی دلائل کے ساتھ حسب موقع وضرورت درج کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آرٹیکل میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح عصر حاضر میں رہن کے معاہدات جدید مالیاتی نظاموں میں استعمال ہو رہے ہیں، اور ان کے اسلامی اصولوں سے ہم آہنگی کی کیا صورتیں ہیں۔ عصر حاضر میں رہن کے معاہدات میں مختلف شرعی مسائل بھی سامنے آتے ہیں، جیسا کہ سودی قرضوں کا مسئلہ، سونا (گولڈ) کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ، اور قرض کی مدت کے دوران پیش آنے والی مشکلات۔ اس مضمون میں ان مسائل کا بھی تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے اور شرعی اصولوں کی روشنی میں ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مزید برآں عصر حاضر میں اقتصادی اور مالیاتی اداروں کو بھی چاہیے کہ رہن کے احکام کو اسلامی اصولوں کے مطابق ترتیب دیں اور اس سلسلے میں علمائے کرام اور مذہبی اسکالرز کی جانب رجوع کریں تا کہ مالی معاملات میں انصاف اور شفافیت برقرار رہے اور سودی معاملات سے بھی بچا جا سکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)